جہان تازہ

مجرم

ف۔ر۔ی

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ اپنے بندوں کے ساتھ جیسے چاہے معاملہ فرمائے لیکن اس کے باوجود وہ مالک ومختار اس قدر مہربان ہے کہ اس نے انسان کو مہلت دی ہوئی ہے کہ دنیا کی زندگی میں موت سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کرلے اور واپس اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف لوٹ آئے تو وہ رؤف اور رحیم ذات اپنے بندے کے گذشتہ گناہوں کو نا صرف کہ معاف کردیتا ہے بلکہ اسے نیکیوں میں بھی تبدیل کردیتا ہے۔ اور پھر دنیا کی زندگی میں کئی ایک انداز سے اپنے بندے کو توبہ ورجوع الی اللہ کی طرف متوجہ بھی کرتا ہے۔ بہت سارے لوگ زندگی میں پیش آنے والے معاملات وحادثات کو سامنے رکھ کر اپنی کوتاہیوں پر نظر دوڑاتے ہیں اور اپنی اصلاح کرکے پھر سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں آجاتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کئی ایک واقعات ملتے ہیں کہ جب کوئی اجتماعی آفت یا پریشانی آتی تو ہر آدمی یہ سمجھتا کہ یہ میری کسی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے لہٰذا وہ استغفار اور توبہ میں لگ جاتا۔

لیکن بہت سارے ایسے لوگ بھی ہمارے اس معاشرے کا حصہ ہیں کہ جو ان حوادث کی بنا پر اپنی اصلاح کرنے کی بجائے سرکشی وطغیانی میں پہلے سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ عنہ

آج کل ہمارے سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف جنہیں پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالت کے پانچ معزز جج حضرات نے متفقہ طور پر نا اہل قرار دیا۔ کہ یہ شخص جھوٹا اور کذاب ہے لہٰذا پاکستانی قوم کا وزیراعظم کہلانے کا اہل نہیں۔ میاں صاحب اب اس کے بعد جگہ جگہ یہ پوچھتے پائے جاتے ہیں کہ ''مجھے کیوں نکالا؟'' یا پھر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ''میرا جرم کیا ہے؟''

ان سطور میں ہم اس بات کا جائزہ لینے کی سعی کرتے ہیں کہ میاں صاحب کا جرم کیا ہے؟ اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جو میاں نواز شریف اور ان کے حواری یا پالتو سمجھتے اور کہتے ہیں اور دوسرا وہ جو روز روشن کی طرح واضح اور حقیقت ہے۔

ایک جرم تو وہ ہے جو میاں صاحب اور ان کے ہم نوا کہتے ہیں کہ ملک ترقی کر رہا تھا۔

اور وطن میں سرمایہ آ رہا تھا۔ سڑکیں پل بن رہے تھے میٹرو اورنج ٹرین چل رہی ہے۔ بجلی کی پیداواری کے لئے پلانٹ نصب کئے جا رہے تھے۔ لہٰذا ملک کی ترقی کے دشمنوں کو یہ گوارہ نہیں تھا تو انہوں نے میاں صاحب کو نکال دیا اس سے بحث نہیں کہ ترقی کی صورت حال کیا ہے۔ اور اس میں پراپیگنڈہ کتنا اور قومی خزانے سے اشتہار بازی پر ذاتی تصویریں لگوا کر شور کتنا مچایا جا رہا ہے۔ اس کا نظارہ دیکھنا ہو تو چوکوں چوراہوں خصوصاً شہر اور بیرون شہر کی مین شاہراہوں اور ٹریفک سگنلز پر گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت چلچلاتی دھوپ اور سخت سردیوں میں دھند اور خون جما دینے والے جھاڑے کے موسم میں خواتین کا شیر خوار بچوں کو اٹھا کر بھیک مانگنے کا نظارہ کر لیں تو ترقی کا سورج نصف النہار پر نظر آئے گا لیکن اگر آپ یہ سمجھتے تھے اور آپ کو معلوم تھا کہ یہ ترقی اور مفید ترقیاتی کام اور اقدامات میرا جرم بن جائیں گے تو پھر آپ نے یہ جرم کیوں کیا کیونکہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس معاشرے میں ہمدرد کے روپ میں سانپ' بچھو اور سپولیے کے کردار کے حامل بہروپیے آپ کے دشمن ہیں جو اپنی فطری کمینگی کی وجہ سے آپ کے ''جرم'' کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں اور نہ ہی وہ آپ کی عزت اور ترقی بلکہ خوشی کو ہضم کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں یہ ریت اور روایت ہے کہ جو خود کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور ان کی واحد اور فقط صلاحیت صرف .... ہوتی ہے وہ دوسروں کی ٹانگیں کھینچنے اور انہیں گرانے کو ہی اپنی کامیابی کی معراج سمجھتے ہیں ایسے شریر اور حاسدین آپ کو ہر جگہ ہر شعبے میں وافر مقدار میں نا صرف نظر آئیں گے بلکہ آوازیں لگاتے سنائی دیں گے کہ آؤ ہم تمہاری خدمت کے لیے تیار ہیں اپنی ضرورت کے لیے.......... کر لو۔

اور یاد رکھیں یہ وہ جنس کم مایہ ہوتی ہے جن کے نزدیک حق سچ' اخلاق و کردار اور انسانی اقدار سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا بلکہ انہیں صرف اپنے مطلب' مفاد یا اپنے شریر اور حاسد دل و دماغ کو تسکین پہنچانے سے ہی غرض ہوتی ہے۔

مثلاً ایک آدمی اگر سائے میں کھڑا ہے اور سایہ بھی کافی جگہ پر موجود ہے۔ تو اگر تو کوئی شریف آدمی ہے تو وہ بھی اس سائے سے فائدہ اٹھائے گا اور اپنے دوسرے بھائی کے فائدے میں بھی دخل اندازی نہیں کرے گا۔ لیکن اگر کوئی بدقماش اور ذہنی افلاس کا شکار ہو گیا تو وہ پہلے سے موجود شخص پر رعب جمائے گا کہ یہاں میں نے بیٹھنا ہے آپ یہاں سے اٹھو۔ وہ لاکھ کہے کہ بھئی اس کے علاوہ بھی

اتنا سایہ موجود ہے۔تم وہاں بیٹھ جاؤ تو ظاہر ہے کہ وہ یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوگا کیونکہ اس کا مقصد صرف سایہ حاصل کرنا نہیں بلکہ دوسرے کو اذیت دینا اور ماحول کو خراب کرنا مقصود ہے کیونکہ اس کی فطری کمینگی کا اظہار اس کے بغیر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے شریر دماغ کو اس کے بغیر تسکین ہوسکتی ہے۔

تو میاں صاحب آپ کو معلوم تھا کہ میرے معاشرے کی اخلاقی حالت یہ ہے تو آپ نے یہ جرم کیوں کیا اور اگر کیا ہے اور آپ مطمئن ہیں تو پھر اتنا واویلا کرنے کی کیا ضرورت ہے اس قوم کو اگر اب سمجھ نہیں آئی اور اس نے آپ کی رہبری کو چھوڑ کر راہزنوں کو رہبر بنالیا ہے تو جب یہ رہزن بیچ سفر کے انہیں ہاتھ دکھائیں گے۔تو انہیں سمجھ آئے گی اور پھر خود ہی اس کا خمیازہ بھگت لے گی۔آپ کو پریشان ہوکر کیوں؟ کیوں؟ کی گردان نہیں کرنی چاہئے۔لیکن شاید یہ سب کچھ نہیں بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کر کے اس کی ناصرف کہ ناشکری کی بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہی لڑائی اور جنگ چھیڑلی اور پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ تقریباً تیس سالوں میں کئی مرتبہ آپ کو وارننگ بھی دی مگر آپ نے اپنی اصلاح کرنے کی بجائے سرکشی اور بغاوت میں مزید کئی قدم آگے بڑھا دیئے۔تفصیلات کے یہ صفحات متحمل نہیں اور شاید میں خود بھی۔مگر چند امور کی نشاندہی کیے دیتا ہوں کہ جس کی وجہ سے آپ موجودہ صورتحال کا شکار ہیں۔اور یہ کوئی سزا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اور موقعہ ہے کہ آپ سمجھ جائیں۔لیجئے اپنے کردار پر ایک طائرانہ نظر ڈالیے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ آپ اپنی اصلاح کرتے ہیں یا پرانی ڈگر پر ہی قائم رہتے ہیں۔

جب شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا تو اس وقت اور اس وقت سے آج تک کتنے ایسے لوگ ہیں جو دن رات کے امتیاز کے بغیر رات تہجدوں میں بھی ان لوگوں کے لیے بددعائیں کرتے اور لعنت بھیجتے ہیں کہ جنہوں نے اہل حدیث کے اس پر بہار گلشن کو ویران کر دیا اور آپ نے اس وقت وزیر اعلیٰ ہونے کی حیثیت میں یہ اقرار بھی کیا تھا کہ علامہ صاحب کے قاتلوں کا سب کو معلوم ہے اور پھر خبریں آئیں کہ ہم نے ان کو گرفتار بھی کرلیا ہے۔لیکن آج تک ان بدبختوں کا کیفر کردار تک پہنچنا تو دور کی بات ہے ان کی شناخت سے بھی علامہ شہید کے ناصرف کہ عقیدت مند بلکہ پوری قوم محروم ہے۔یاد رکھیے آپ کے ادوار حکومت میں بہت سے علماء اور بے گناہ لوگ ماورائے عدالت قتل کیے گئے اور بعض غائب کر دیئے گئے۔ان کے ورثا اور لواحقین جس کرب کا شکار ہیں اور ان کی آہیں جس طرح رات کی تاریکی میں عرش عظیم کے رب تعالیٰ تک

پہنچتی ہیں وہ کوئی کم خطرناک نہیں ہیں۔

پھر آپ نے اپنے پہلے دور حکومت میں سود جیسے قبیح جرم کی حمایت میں سپریم کورٹ میں نا صرف کہ اپیل کی بلکہ آج تک اسی صورت حال کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان جنگ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ کرنے والا شخص بھی یہ پوچھتا ہے کہ ''میرا جرم کیا ہے؟''

پھر آپ نے اپنے مختلف ادوار حکومت میں دینی قوتوں' دینی مدارس' علماء وطلباء اور علماء حق کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کے خلاف جو جو اقدام اٹھائے ہیں نصاب تعلیم میں جس طرح شرک' بدعات اور بے حیائی کو گھسیڑا اور معاشرے میں نا صرف کہ پروان چڑھایا بلکہ اس کی پوری پوری سرپرستی کی ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کو جس طرح غیر محفوظ اور پامال کیا اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟۔

آپ نے جس طرح گذشتہ ایام میں ہندو اور قادیانیوں سمیت غیر مسلموں کو اسلام اور مسلمانوں پر ترجیح دی اور ان سے بھائی چارے قائم کئے اور ان کی عزت افزائی کی کیا یہ جرم نہیں ہے؟

اور اب سب سے بڑھ کر آپ نے جو عقیدہ ختم نبوتؐ پر کاری ضرب لگائی اور آپ کے حواریوں نے جس قدر اس کا دفاع کیا بلکہ بعض وزراء نے تو اس کو معمولی جانا کہ مرزائیوں اور مسلمانوں میں بس ختم نبوت کا معمولی سا اختلاف ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ ساری باتیں اور ان جیسے بے شمار آپ کے اور آپ کی حکومت کے اقدامات اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے کو لازم کرنے والے اور مسلمانوں کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے حق میں بددعائیں کرنے کے لیے اٹھانے کا باعث بننے والے ہیں۔

لہٰذا یہ سوال کرنے کی بجائے کہ ''میرا جرم کیا ہے'' اور مجھے کیوں نکالا'' اپنی اصلاح کریں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں معافی مانگیں' آپ کی پارٹی اور خاندان کی حکومت قائم ہے ان تمام معاملات کی تلافی کریں تو امید ہے وہ غفور رحیم رب آپ کے گناہوں کو معاف فرما کر پھر سے آپ کو ''داخل'' کردیگا۔

لیکن آپ کی حالت تو یہ ہے کہ دس سال حرم کی سرزمین پر جلاوطنی کی زندگی گذارنے کے باوجود ان دنوں میں ابھی ہر جمعرات کو لاہور کے ایک دربار پر بڑے اہتمام سے بکرے ذبح کرواتے اور چڑھاوے چڑھاتے رہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔